اداریہ

اردو میں تحقیق کی روش نئی تو نہیں، لیکن بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں، جامعاتی مطالبات اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قواعد وضوابط نے اس میں ایک نیا ابال پیدا کر دیا ہے۔ تحقیقی مقالات لکھنے کی دوڑ سی لگ گئی ہے اور نئے نئے تحقیقی مجلّات منصۂ شہود پر نمودار ہو رہے ہیں۔ ان تحقیقی مجلّات کی اپنی ایک دنیا ہے جس کے اپنے دستور اور اپنے رسم و رواج ہیں۔ ان مجلّات کی اشاعت کے نتیجے میں امید کی جاتی ہے کہ یہ روزافزوں تحقیقی کاوشیں ہمارے نوجوانوں کو سوچنے اور لکھنے پر مائل کریں گی، اپنی فکر کو مرتب کرنے کا سلیقہ سکھائیں گی اور تخلیقِ علم کا راستہ ہموار کریں گی۔ تاہم ہمارے عہد کی ایک بدقسمتی یہ بھی رہی ہے کہ جب کسی عمل کی افادیت کا یقین ہو جائے تو جہاں عمل پیرا ہونے والے زیادہ ہوتے ہیں، وہاں محض رسمی کارروائی پوری کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہماری معاصر علمی دنیا میں جہاں یہ بات خوش آئند ہے کہ تحقیقی مجلّات کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، نوجوان محققین سوچنے، سمجھنے اور غور و فکر کرنے کے بعد اپنی رائے قائم کرنے اور اس کا مرتب و منظم اظہار کرنے پر آمادہ ہیں، وہاں یہ امر تشویش ناک ہے کہ ''تحقیق نمائی'' کا رجحان بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس نمائشی تحقیق کے نتیجے میں دو طرح کے مقالات سامنے آتے ہیں، ایک تو وہ جو ''فاضل'' محققین سے مالی یا کسی اور قسم کی معاونت کے بدلے لکھوائے جاتے ہیں؛ ان مقالات میں زبان و بیان کے مسائل کم ہوتے ہیں مگر یہ عموماً چلتے ہوئے موضوعات پر سطحی سے بیانات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ دوسری قسم ان مقالات کی ہے جو جلد بازی میں کسی فوری ضرورت کے پیشِ نظر یا محض تعداد پوری کرنے کے لیے لکھے جاتے ہیں اور موضوع کے بارے میں ناگزیر مطالعے، مطلوبہ علمی و لسانی صلاحیت، دقتِ نظری، اور فکری پختگی سے

محروم ہوتے ہیں۔ ایسے مقالات عموماً دیگر کتب اور مقالات کے اقتباسات پر مشتمل ہوتے ہیں اور بعض اوقات تو ان اقتباسات کے درمیان ربط پیدا کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے باوجود ہمیں اگر امید ہے تو انھی محققین سے جو ناپختہ ہی سہی، مگر خود اپنی کاوش پر بھروسا کرتے ہیں اور علمی خیانت کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ان کی تحقیقی صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے جامعات کے اساتذہ اور مجلّات کے مدیران کرام کی ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ تحقیقی مجلّات میں جہاں پختہ کار محققین کے مقالات کی اشاعت ضروری سمجھی جاتی ہے، وہاں نوجوان محققین کی تربیت کا سامان فراہم کرنا بھی لازم ہے۔ یہ عمل اکہرا نہیں، کثیر جہتی ہوتا ہے۔ مقالات کے ابتدائی انتخاب سے لے کر ان کی اصلاح و تہذیب کے عمل تک مدیران کرام کا اولین فریضہ یہ ہے کہ ذاتی پسند ناپسند اور تعصبات سے بالاتر ہو کر فیصلے کریں۔ مجلّات میں شائع ہونے والے مقالات جن ماہرین کو بھیجے جاتے ہیں، وہ بھی اس صورت حال کی بہتری میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ نوجوان محققین کا اپنا مثبت رویہ بھی اہم ہے۔ تنقید کو عنادیا توہین سمجھنے کے بجائے اصلاح و تربیت کا ذریعہ سمجھنا پختہ فکری کی علامت ہے۔

بنیاد کا ساتواں سالانہ شمارہ پیشِ خدمت ہے۔ اس شمارے میں شمس الرحمٰن فاروقی، پروفیسر معین الدین عقیل، پروفیسر محمد عمر میمن، پروفیسر تبسم کاشمیری، ڈاکٹر اکرام چغتائی، پروفیسر ابوالکلام قاسمی اور پروفیسر سعادت سعید جیسے جید علما کے مقالات شامل ہیں۔ یہ اصحاب علم و فضل بلاشبہ اردو زبان و ادب کی آبرو ہیں۔ ان کے علاوہ پروفیسر مظہر محمود شیرانی، ڈاکٹر رؤف پاریکھ، ڈاکٹر محمد ارشد، پروفیسر محمد سفیر اعوان، ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی، ڈاکٹر طارق محمود ہاشمی اور ڈاکٹر لیاقت علی جیسے پختہ کار محققین نے بھی اپنے مقالات ارسال کیے ہیں جو اس شمارے میں شامل ہیں۔ حسب روایت نوجوان محققین اور پی ایچ ڈی کے طلبہ کے مقالات بھی شامل کیے گئے ہیں۔

بنیاد میں شامل تمام مقالات کی اشاعت کا فیصلہ ماہرین کی آرا اور تجاویز کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ضرورت کے مطابق ادارتی تجاویز بھی وقتاً فوقتاً مقالہ نگاروں کی خدمت میں ارسال کی جاتی ہیں اور ہمیں بے حد مسرت ہے کہ مقالہ نگار خواتین و حضرات بخوشی ان تجاویز کو قبول کرتے اور ان کے مطابق ردوبدل کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ تاہم یہ تبدیلیاں مقالہ نگاروں کی ذاتی آرا، نقطہ ہائے نظر

اور فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔

بنیاد کو عالمی سطح کے تحقیقی مجلات کی فہرست میں شامل کرنے اور ایچ ای سی کی درجہ بندی میں وائی (y) سے بڑھ کر ایکس (x) درجے تک پہنچانے کے لیے اس برس سے غیر ملکی ماہرین کی مجلس مقرر کی گئی ہے اور ہر مقالے کے لیے ایک ملکی اور ایک غیر ملکی ماہر کی رائے حاصل کی گئی ہے۔ ہم ان تمام ملکی و غیر ملکی ماہرین کے شکرگزار ہیں جن کی محنت اور خلوص کی بدولت ہم مقالات کا انتخاب کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ مقالہ نگاروں کا شکریہ بھی لازم ہے جن کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ ہمیں کئی عمدہ مقالات کی شمولیت اگلے برس تک کے لیے مؤخر کرنی پڑی۔ جو احباب اپنے اپنے دائرۂ اثر میں، زبانی یا تحریری طور پر بنیاد کے بارے میں غائبانہ کلمۂ خیر ادا کرتے رہتے ہیں، اور ہماری حوصلہ افزائی اور تقویت کا سامان بنتے ہیں، ہم ان کے بھی سپاس گزار ہیں۔

بنیاد کی مہمان مدیر کی حیثیت سے مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ نہ صرف یاسمین حمید جیسی نفیس، اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کی حامل، دانش ور خاتون کی رفاقت اور شراکت کار میسر رہی ہے، بلکہ ذیشان دانش جیسے سنجیدہ، ذمہ دار، قابل اور محنتی مدیرِ منتظم کا مسلسل اور بھرپور تعاون بھی حاصل رہا ہے۔ ہر اہم کام کے پس پشت کوئی ایک فرد نہیں، بلکہ ایک پوری جماعت ہوتی ہے جس کی باہمی ہم آہنگی اور خلوصِ نیت منصوبوں کو عمل میں ڈھالنے کا باعث بنتے ہے۔ میں یاسمین اور ذیشان کے ساتھ ساتھ گرمانی مرکز کے دیگر ارکان کی بھی ممنون ہوں جو اس منصوبے کو عملی شکل دینے کے مختلف مراحل میں معاون و مددگار رہے ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر اس ذات کے حضور احساسِ تشکر جو الاوّل بھی ہے اور الآخر بھی۔ اس دعا کے ساتھ کہ ہم سب کو شہرِ علمؐ اور بابِ شہرِ علمؑ کی نسبت سے علم اور ادب کی توفیق ارزانی ہو!

نجیبہ عارف

مہمان مدیر،

مئی ۲۰۱۶ء/شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ